OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqjr.com

Al-SHARQ
Vol: 05, Isue:01, Jan-June 2024, pp:101-108

پروفیسر مفتی محمد آصف رحمہ اللہ کی دینی وسماجی خدمات کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of the Religious and Social Services of Professor Mufti Muhammad Asif (RA)

Muhammad Asif
Arabic teacher at GHS Lakhala, Abbottabad, KPK
Email: binghulam2018@gmail.com

Saad Shakoor
M.Phil Scholar , Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra, KPK
Email: molana11228@gmail.com

Zia ullah
Islamic Scholar, Karkalla Baidrra Road, Mansehra
Email: ziarafiq55466@gmail.com

Submission: 15-04-2024	Accepted: 15-05-2024	Published:25-06-2024

Abstract

This research article provides an in-depth analysis of the religious and social contributions of Professor Mufti Muhammad Asif (may Allah have mercy on him), a distinguished scholar and esteemed personality in the Islamic world. Mufti Asif dedicated his life to the dissemination of Islamic teachings, the promotion of religious education, and the betterment of society through various humanitarian efforts. His unwavering commitment to Islamic scholarship and community welfare positioned him as a guiding force in religious and social circles. The study explores his efforts in establishing and strengthening institutions of Islamic learning, mentoring students, and authoring scholarly works that continue to benefit generations. In addition to his academic contributions, Mufti Asif played a pivotal role in various social initiatives, including educational reforms, financial support for the underprivileged, and advocacy for ethical and moral values in society. His efforts in promoting interfaith harmony, conflict resolution, and community development are also examined,

illustrating his multifaceted role as a scholar, teacher, and social reformer. By critically analyzing the scope and impact of his work, this article aims to shed light on Mufti Asif's enduring legacy in both religious and social domains. His contributions not only enriched Islamic scholarship but also fostered social cohesion and empowerment, making his life and work an invaluable case study for those interested in religious leadership and community service. Through this research, a deeper understanding of his influence and the lessons derived from his life's mission can serve as an inspiration for contemporary scholars and social activists alike.

Key Words*: Mufti Muhammad Asif, Islamic Scholarship, Religious Education, Social Welfare, Community Development, Interfaith Harmony, Islamic Leadership, Humanitarian Efforts.*

مختصر تعارف

مفتی آصف محمودؒ 11 جنوری 1975ء میں ایبٹ آباد کے نواحی علاقے جھنگڑہ میں عبدالعزیز کے گھر پیدا ہوئے۔آپ کے دادا کا نام غلام محی الدین تھا۔آپ کے والد علاقہ کی معروف سماجی شخصیت تھے اور استاد جی کے نام سے جانے جاتے تھے۔ مفتی آصف محمودؒ بہن بھائیوں سے سب سے چھوٹے تھے۔

ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں جھنگڑہ ہی سے حاصل کی اور مقامی گورنمنٹ ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔اس عرصہ میں گاؤں کی مرکزی جامع مسجد میں حفظ قرآن مجید کا آغاز کیا جس کی تکمیل جامع نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں ہوئی۔ جامعہ نصرۃ العلوم جانے کے بعد مفتی صاحبؒ کو یادگارِ اسلاف حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ سے استفادہ کا موقع ملا۔اس کے بعد درسِ نظامی کے لیے جامعہ فاروقیہ روالپنڈی میں حضرت مولانا قاضی عبدالرشیدؒ (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پنجاب) کی سرپرستی میں داخلہ لے لیا۔یہ وقت مفتی آصف صاحب کی تربیت کے لحاظ سے سنہری دور تھا۔ یہاں سے مفتی صاحب دورہ حدیث کے لیے ملک عزیز کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ فاروقیہ کراچی چلے گئے۔وہاں ان کو شیخ الحدیث شیخ سلیم اللہ خانؒ صدر وفاق المدارس العربیہ اور شیخ الحدیث، حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب جیسے اساتذہ سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ اللہ نے مفتی صاحب کو عزت ومقام کی منازل عطا کرنا شروع کیں۔ مفتی صاحب نے وفاق المدارس میں پورے پاکستان میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ مختلف غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ مفتی صاحب نے زندگی کی پہلی تقریر جب کی وہ دوسری جماعت کے طالب علم تھے۔اس تقریر میں بھی ان کی پہلی پوزیشن تھی۔ یہاں سے مفتی صاحب کا سلسلہ عروج شروع ہوا اور ضلع کی سطح میں کئی نمایاں پوزیشن حاصل کرتے کرتے ملکی سطح پر ہونے والے مدراس اور عصری اداروں کے تحت ہونے والے مقابلے میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ دورہ حدیث کے بعد تخصص فی الفقہ کے لیے جامعہ الرشید میں داخلہ لے لیا۔اس عرصہ میں مفتی ابولبابہ شاہ صاحب کی علمی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ تخصص سے فراغت کے بعد مفتی صاحب نے پہلے ایم اے تاریخ کا امتحان اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے پاس کیا اور ایم اے اسلامیات کی سند جامعہ ہزارہ مانسہرہ سے حاصل کی۔ مفتی ابولبابہ شاہ

صاحب کے زیر سایہ فلکیات کے موضوع پر کام شروع کیا۔ سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے ملک کے معروف ہفت روزہ ضرب مومن میں قسط وار تحاریر لکھیں۔[1]

ملازمت کا آغاز

مفتی آصف صاحبؒ نے ابتداً بالاکوٹ اور حویلیاں میں عارضی طور پر معلم کے فرائض سرانجام دیے۔ 2009ء میں پبلک سروس کمیشن کے امتحان کے ذریعے مفتی آصف صاحب کی پہلی مستقل تقرری گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ایبٹ آباد میں ہوئی اور تادمِ مرگ اسی کالج میں معلم کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

جامعہ ابو بکر کا قیام

کراچی میں اساتذہ اور دیگر بہت سے شخصیات کے اصرار کے باوجود مفتی آصف صاحب نے اپنے آبائی علاقہ ہزارہ میں کام کرنے کا تہیہ کیا اور 2002ء میں کراچی سے واپس ہزارہ آگئے۔ انہوں نے وطن اصلی میں پہنچ کر ابتدائی عرصہ میں مرکزی جامع مسجد حویلیاں میں نائب خطیب کی حیثیت سے کام کا آغاز کیا۔[2]

6 ماہ کے مختصر عرصہ میں مفتی صاحب نے ایک مربوط اور مضبوط نظام قائم کیا۔ درسِ قرآن و حدیث کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ سلسلہ اس قدر مقبول ہوا کہ نماز فجر میں اس درس میں شرکت کے لیے دور دور سے لوگ مرکزی جامع مسجد کا رخ کرتے۔ مرکزی جامع مسجد کے بعد کے واقعات کو بیان کرتے ہوئے ان کے برادرِ کبیر میاں مظہر الحق کہتے ہیں:

> 6 ماہ کے بعد اسامہ مسجد سلطان پور کینٹ حویلیاں میں باقاعدہ خطیب مقرر ہوئے۔ اللہ نے مفتی صاحب کو یہ ملکہ عطا کیا کہ ان کی خطابت کا شہرہ دور دراز تک پھیلنے لگا۔ 2009ء میں مفتی صاحب نے اپنے علاقہ سلطان پور میں جامع مسجد اسامہ ہی سے چند قدم کے فاصلے پر جامعہ ابو بکر کے نام سے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ رب کریم نے مفتی آصف صاحب کے اخلاص و ہمت کو مقبولیت بخشی اور بہت قلیل وقت میں جامعہ ابو بکر کا دور دور تک نام گونجنے لگا۔[3]

جامعہ ابو بکر میں دینی خدمات کا سلسلہ ایسا شروع ہوا تو آج دین کے ہر شعبے اور ہر کام کی بھرپور رہنمائی حاصل ہو رہی ہے۔ آج بھی جامعہ ابو بکر کا نام اہل حق کے مراکز میں اہم مرکز کے طور پر نمایاں ہے۔

مفتی آصف محمود ایک ہمہ جہت شخصیت

مفتی آصف صاحبؒ کا سب سے بڑا خاصہ یہ تھا کہ انہوں نے خود کو کسی ایک کام یا کسی ایک مشن پر روکے نہ رکھا۔ ربِ کریم نے ان سے ہر میدان میں دین کا کام لیا۔ خواہ وہ میدانِ تحفظِ ختم نبوت کا ہو، تحفظ ناموسِ صحابہ کا ہو، تحفظ مدارسِ دینیہ کا ہو، اصلاح معاشرہ کی بات ہو، ردِ الحاد و جدیدیت کا تذکرہ ہو، تعلیم و تعلم کا مرحلہ ہو، تحریر و تقریر کا میدان ہو، الحمداللہ مفتی آصف محمود کریم رب کے فضل سے ہر جگہ صفِ اول میں نظر آتے ہیں۔ تحریر کے میدانِ میں ملک پاکستان کے معروف ہفت روزہ ضرب مومن میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ ان کی تحریر مکمل تحقیقی ہوتی۔ نقوشِ سیرت کے نام سے سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر ان کے مضامین مختلف اقساط کی صورت میں شائع ہوتے رہے۔ تدریس کے میدان میں جامع امام ابو اعظم ابو حنیفہؒ چمبہ حویلیاں سے جامعہ ابو بکر سلطان پور حویلیاں تک اور بالاکوٹ کالج سے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ ایبٹ آباد کے

در و دیوار گواہی دیتے ہیں۔ اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں ہزارہ کے مختلف گاؤں میں ان کی اصلاحی گفتگو ہو یا مصالحتی کمیٹی حویلیاں کے تحت ہونے والے جرگوں میں ان کی خدمات ہوں ان سب کا معاشرے کی اصلاح میں بہت بڑا کردار رہا ہے۔ خطابت کے میدان کی بات کی جائے تو بلا مبالغہ ہزارہ بھر میں ان کے پائے کا خطیب شاید ہی مل پائے۔

خانقاہی سلسلہ

مفتی آصف محمودؒ کو بہت سے علماء و صلحاء کی صحبت نصیب ہوئی۔ شیخ الحدیث، حضرت مولانا شیخ سلیم اللہ خانؒ سے لے کر استاذ العلماء حضرت مولانا قاضی عبدالرشیدؒ تک، ان گنت علماء سے تعلق رہا لیکن ان کا باقاعدہ اصلاحی اور بیعت کا تعلق متبع سنت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب مسعودی مظفر آباد، آزاد کشمیر والوں سے تھا۔ مفتی صاحب نے اس تعلق میں خود کو فنافی المرشد کر دیا تھا۔ کوئی کام ہو مرشد سے مشورہ بغیر نہ کرتے تھے۔ ہر کام سے قبل مرشد سے اجازت لیتے دعا کرواتے۔ جامعہ ابوبکر میں ماہانہ مجلس منعقد کرواتے۔ علاقہ بھر میں اپنے مرشد کے فیض کو عام کیا۔ حضرت اقدس مفتی محمود الحسن صاحب مسعودی نے ان کو خلافت اور اجازت بیعت بھی دی لیکن مفتی آصف محمودؒ نے کبھی بھی عوام الناس میں نہ تو اس کا ذکر کیا نہ اس پر بڑائی جتلائی۔

دینی جدوجہد

مفتی آصف محمودؒ نے ساری زندگی دین اسلام اور سنت رسول اللہ ﷺ عمل پیرا ہونے اور دوسروں کو بھی اس پر عمل پیرا کرنے کی فکر اور کوشش میں گزاری۔ اس سلسلے میں انہوں نے ہر محاذ پر کام کیا۔ کئی جماعتوں کی سرپرستی کی۔ کئی مدارس کی ترجمانی کی، کئی مساجد کی تعمیر و آبادی کے معاملات دیکھے۔ مفتی آصف محمودؒ کے مختلف تحریکی کاموں کا تذکرہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

اصلاح معاشرہ

اصلاح معاشرہ کے لیے مفتی آصف محمودؒ ہمیشہ فکر مند و عمل پیرا رہے۔ معاشرے میں ہونے والے مختلف تنازعات کے لیے مفتی صاحب صلح کا پیغام ہوا کرتے تھے۔ جرگے منعقد کیا کرتے۔ کہاں کس نوعیت کی بات کرنی ہے اللہ نے یہ خاصہ بھی مفتی آصف محمودؒ کو عطا کیا تھا۔ مفتی آصف محمود کے بھانجے الفت قریشی کہتے ہیں:

> ایسے ان گنت تنازعات انہوں نے مسجد میں بیٹھ کر حل کروا دیے جو اگر عدالت کی جانب جاتے تو شاید برسوں حل نہ ہو سکتے۔ یہ تنازعات معمولی قسم کے نہ ہوتے تھے۔ کئی قتل، جائیداد اور خاندانی نسلوں سے چلنے والے تنازعات مفتی آصف محمودؒ نے دو تین نشستوں میں حل کر دیتے تھے۔[4]

اس طرح مفتی آصف محمودؒ نے بے شمار لوگوں کو فرسودہ عدالتی نظام سے بچا کر پر امن زندگی بیتانے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ حویلیاں میں قائم مصالحتی کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے کئی جرگوں کے فیصلے کیے۔

مفتی آصف محمودؒ فراغت کے بعد جب اپنے آبائی وطن واپس آئے تو ان کا خواب اپنے والد کے نام پر "عبدالعزیز ٹرسٹ" قائم کرنا تھا۔ اگرچہ کچھ حالات و واقعات نے یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہونے دیا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بغیر کوئی ٹرسٹ قائم کیے مفتی آصف محمودؒ نے ایسے بے شمار کام سرانجام دیے جو کسی بھی ٹرسٹ کے تحت کیے جا سکتے تھے۔

ذکر اللہ کے حلقے

سلوک و معرفت فلاح کا رستہ ہے۔ اس لیے عموماً علماء اکرام اس راہ کو اپناتے ہیں۔ اگرچہ حضرات کا تعلق کسی جماعت یا تحریک سے ہو لیکن وہ اپنا اصلاحی تعلق کسی نہ کسی مرشد سے قائم رکھتے ہیں۔ تصوف درحقیقت حدیث و قرآن کی روشنی میں احسان کو کہتے ہیں جو کہ شریعت کی اصل ہے۔ اس کا مقصد اصلاح و تصحیح نیت ہے اور تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

مفتی آصف محمودؒ کا اصلاحی تعلق پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اقدس مفتی محمود الحسن مسعودی دامت برکاتہم سے تھا۔ بلامبالغہ مفتی آصف محمودؒ فنا فی الشیخ تھے۔ ان کا اپنے مرشد سے تعلق اس قدر مضبوط اور سچا تھا کہ جامعہ ابو بکر میں حضرت اقدس کی ماہانہ مجلس منعقد ہوتی۔ وقتاً فوقتاً خانقاہ مسعودیہ مظفر آباد جاتے۔ ٹیلی فون پر تقریباً مسلسل ہی رابطہ رکھتے۔ کوئی کام مرشد کے مشورہ و اجازت کے بغیر نہ کرتے۔

مرشد سے اس تعلق کا فیض عام کیا۔ علاقہ بھر کی مساجد میں مرشد کی مجالس منعقد کرتے۔ لوگوں کو بیعت کرواتے۔ ان کے سلسلے سے منسلک تمام وظائف پر عمل کرتے اور لوگوں کو بھی تاکید کرتے۔ باقاعدہ مجالس ذکر منعقد کرواتے۔

رفاعی خدمات

لوگ جب تنگ نظر اور تنگ دل ہونے لگیں تو پورا معاشرہ کم ظرف ہونے لگتا ہے۔ یہ تنگ نظری اور دلوں کی تنگی ہر معاملے میں لوگوں کو بے حس بنا دیتی ہے۔ اس لیے مفتی آصف محمودؒ جب کراچی سے واپس آئے تو ان کے دل و دماغ پر الرشید ٹرسٹ کراچی کا حصار تھا۔ وہ اسی انداز میں اپنے علاقہ میں کام کرنا چاہتے تھے۔ ٹرسٹ تو قائم نہ ہو سکا لیکن انہوں نے بے شمار رفاعی کام سرانجام دیے۔ ان کے زیادہ تر بیانات خاص مطمع نظر ہی رستوں کی کشادگی ہوتا تھا۔ الفت قریشی مفتی آصف محمودؒ کے اس خاصہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> مفتی صاحب کشادگی پسند تھے۔ وہ دلوں کی ہو یا راستوں کی۔۔ ان کے بیانات میں یہ کرب واضح ہوتا کہ لوگ کیسے کسی کا رستہ تنگ کرتے ہیں۔ ان کے بیانات میں یہ رفاعی موضوعات بکثرت پائے جاتے تھے۔ ان چاہت تھی کہ وہ اپنے علاقے میں ایک ٹرسٹ قائم کریں جس کے تحت رفاعی کام کیے جائیں۔ علاقہ کی اپنی ایک ایمبولنس ہو وغیرہ۔ وہ ٹرسٹ تو قائم نہ کر سکے لیکن انہوں نے رفاعی کاموں میں کوئی کمی نہ کی۔ [5]

صحت اور صفائی کے معاملات پر زور دیتے تھے۔ اسی طرح شجر کاری کے معاملات پر اپنے بیانات میں ذکر کرتے اور سکول و کالجوں میں سیمینار منعقد کرواتے تھے۔ اس طرح وطنِ عزیز میں ایک خطرناک آسیب کی طرح پھیلتا ہوا مسئلہ مذہبی منافرت ہے۔ اس کے سدباب کے لیے مفتی آصف محمودؒ نے بے شمار اقدام کیے۔ جامعہ سیدنا ابو بکر کے استاذ مولانا مدثر مقبول کہتے ہیں کہ:

> مفتی آصف محمودؒ نے مذہبی منافرت کے حوالے سے ہر ممکنہ اقدام کیا۔ جامعہ ابو بکر میں کئی بار بین مسالک ہم آہنگی کے عنوان سے میٹنگ منعقد کروائیں۔ [6]

تحفظ مدارسِ دینیہ

مدرسہ کے قیام سے پہلے مذہبی تعلیم کے لیے اساتذہ کے گھر جانا پڑتا تھا یا پھر مساجد میں تعلیم کے حلقے بنا کرتے تھے۔ ان حلقوں میں اساتذہ اپنے اپنے شاگردوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ یہ سب سلسلہ عوامی تعاون اور چندے سے ہی چلا کرتا تھا۔ یہ ایک نیک کام تصور کیا جاتا تھا اس لیے عموماً دینی تعلیم پر ہونے والا خرچ مخیّر حضرات کی طرف سے ہی خرچ ہوا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ مدرسہ کے لیے الگ عمارت کی ضرورت محسوس کی جانے لگی۔

چونکہ ایک مدرسہ کے لیے ضروری تھا کہ اس کی ایک عمارت ہونی چاہیے جس میں اساتذہ اور طلباء کے لیے ایک کتب خانہ ہو اور اس میں باقاعدہ تنخواہ دار اساتذہ ہوں اور طالب علموں کی رہائش کے لیے ہاسٹل ہو، اس کے لیے ایک ایسا ادارہ چندوں کے سہارے نہیں چل سکتا تھا، اس کے لیے باقاعدہ آمدنی کی ضرورت تھی۔ [7]

ان مدارس کا مقصد لوگوں کی تربیت تھی اس لیے یہ مدار اہل اسلام کا قلعہ کہلانے لگے۔ مفتی آصف محمودؒ ہمہ صفت شخصیت تھے۔ آپؒ ہر میدان میں ہی دین اسلام کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اس فتنوں کے دور میں جب بھی مدارس پر کوئی افتاد ٹوٹی تو اس کے خلاف مفتی آصف محمودؒ کی آواز بلند ترین آوازوں میں شامل تھی۔ اس طرح جب مدارس دینیہ کے متفقہ بورڈ وفاق المدارس العربیہ کے خلاف حکومتی سازشیں ہونے لگیں اور وفاق المدارس کے خلاف مختلف وفاق بنائے جانے لگے تو مفتی آصف محمودؒ نے ببانگ دہل ہر جا یہ اعلان کیا کہ ہم کسی اور وفاق کو نہیں جانتے۔ ہمارا وفاق صرف ایک وفاق المدارس ہے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت

پاکستان کے قیام کے فوراً بعد ہی ملک عزیز میں قادیانیت نے اپنے پنجے گاڑنے شروع کر دیے تھے۔ بد قسمتی یہ کہ اس ملک کا پہلا وزیر خارجہ ہی ایک قادیانی ظفر اللہ کو مقرر کیا گیا۔ ڈاکٹر حسین احمد کمال حالت کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

> پاکستان بنتے ہی مرزائی فرقے نے تبلیغی سرگرمیاں تیز کر دیں اور بعض سیاسی دعوے بھی ڈالے۔ بلوچستان کے بارے میں کہا گیا کہ یہ ہماری جماعت کے لیے اچھا میدان ثابت ہوگا۔ اس عرصہ میں مرزاہیت کے خلاف لکھی جانے والی کتب بھی ضبط کی جانے لگیں۔ اسی عرصہ میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی کتاب "الشہاب الثاقب" کی ضبطی بھی شامل ہے۔ [8]

اسی طرح جانباز مرزا اپنی تصنف حیات امیر شریعت میں رقم طراز ہوتے ہیں کہ :

> "اس طرح مرزائیوں کے کرتوت اور ان کے عزام کھل کر سامنے آنے لگے۔ انہوں نے پریس کے ذریعے اشتعال انگیز بیانات دینے شروع کر دیے۔ نیز مرزائیوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ ایسے حالات پیدا کر دو کہ 1952ء گزرنے سے پہلے پہلے دشمن احمدیت کی آغوش میں گرنے پر مجبور ہو جائے۔" [9]

اس عرصہ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے علماء امت کو اس فتنے سے نمٹنے کے لیے متحرک کیا اور امت مسلمہ کی متفقہ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی۔ اس جماعت نے قادیانیت کے تابوت میں کیل ٹھونکتے ہوئے 7

ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی میں کافر قرار دلوایا۔ قادیانی اپنی تبلیغی شیطانیوں سے باز نہ آئے۔ علماء نے بھی ان کا تعاقب جاری رکھا۔

مفتی آصف محمودؒ نے اپنی زندگی میں جس مشن پر تن من دھن وار دیا اور دیوانہ وار جس پر مصروف عمل رہے وہ مشن تحفظ ختم نبوت تھا۔ آپؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد کے سرپرست مقرر ہوئے تو آپ نے خود کو فنافی ختم نبوت کر دیا۔ صبح و شام اس عظیم مقصد کے لیے مصروف عمل ہو گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے جلسوں میں آزاد کشمیر تک سفر کیے۔ مبلغ ختم نبوت (مظفر آباد) آزاد کشمیر حضرت مولانا عادل خورشید کہتے ہیں:

> "مفتی آصف محمودؒ ختم نبوت کے عظیم مقصد اور کام میں اس طرح مگن تھے کہ ان کو دیکھ کر اکابر کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ نہ صحت کی فکر نہ مصروفیات کا لحاظ۔ ہماری ادنی سی خواہش پر کشمیر تک آئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کے رگ و جان میں پائی جاتی تھی"۔[10]

نتائج

مفتی آصف محمودؒ کی پوری زندگی دین اسلام کی سربلندی کے لیے صرف ہوئی، اس کے ساتھ ساتھ آپؒ معاشرے اور سماج میں ایک گہرا اثر و رسوخ رکھتے تھے جس کی بنیاد پر معاشرے میں رائج غلط رسومات کے خاتمے میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں، لہٰذا زیر بحث مقالہ سے درج ذیل مخصوص نتائج واضح ہوتے ہیں:

- مفتی آصف محمودؒ ایک جید اور با عمل عالم اور عظیم انسان تھے۔
- ایک سچے اور پکے مسلمان میں پائے جانے والی تمام خوبیاں (حیا دار، مہمان نواز، جذبہ ایمانی سے سرشار ہونا) ان میں پائی جاتی تھیں۔
- مفتی آصف محمودؒ کی زندگی میں کئی صفات و خصوصیات پائی جاتی تھیں لیکن ان میں تحفظِ ختم نبوت اور اصلاح معاشرہ تمام صفات پر حاوی تھے۔
- حضرت اقدس مفتی محمود الحسن مسعودی صاحب سے تعلق کے بعد ذکر اللہ کی مجالس آپ کی پہچان بن گئیں تھیں۔
- مفتی آصف محمود صاحب زمانہ طالب علمی سے ہی تہجد گزار اور اتباع سنت پر عمل پیرا نظر آتے تھے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] انٹرویو: میاں مظہر الحق، بمقام رہائش گاہ، جھنگڑہ ایبٹ آباد، 13 دسمبر 2024ء

[2] ایضاً

[3] ایضاً

[4] انٹرویو: الفت قریشی، بمقام سرائے صالح، ہریپور، 14 دسمبر 2024ء

[5] ایضاً

[6] انٹرویو: مدثر اقبال، مولانا، بمقام جامعہ ابو بکر ، 14 دسمبر 2024ء

[7] "دینی مدارس کا معاشرے میں کردار"، صفہ اسلامک ریسرچ سنٹر، اکتوبر، 2015ء

[8] کمال احمد حسین، ڈاکٹر، عہد ساز قیادت، ص 47، مکتبہ العلم، لاہور

[9] جانباز مرزا، حیاتِ امیر شریعت، ص 45، مکتبہ تبصرہ، لاہور

[10] انٹرویو: عادل خورشید، مولانا، بمقام ایبٹ آباد، 11 دسمبر 2024